

ولیم مونٹگمری واٹ کی کتاب A short history of Islam میں سیرت کے واقعات اور درج کردہ

روایات کا تنقیدی مطالعہ

Montgomery Watt's A short History of Islam: A Critical Appraisal of the Seerah Materials

DOI:10.5281/zenodo.7322852



* سعدیہ بیگم

* غلوط مختار

Abstract

The main purpose of this research is to make known the historical information presented by orientalist William Montgomery Watt in his book "A Short History of Islam", which aims to present his own conceptions and the conclusion of his experience in the study of Islam and its history and beliefs as a Western reader. This study is based on some of the precautions of this Orientalist regarding the biography of the Prophet Muhammad (peace and blessings of Allah be upon him), showing them and criticizing them in case. And respond to them on the statement of validity of falsity. Here, it should be emphasized that, it is too hard to recognize the validity of what Orientalists have written, Especially those who have been interested in writing about the history of the Muslims, their culture and their faith, as the most common orientalist was their aim was to distort, slander the Misrepresentation of historical facts and events. The few who are committed to the rules of equitable scientific research, and these have been fair Muslims and their history and weighed the events and facts, balance justice and equity.

Key words: Montgomery Watt, Orientalism, Orientalists, History of Islam, Biography of the Prophet

تعارف

اس آرٹیکل کا ہدف ولیم مونٹگمری واٹ کا اپنی کتاب A short history of Islam میں درج کردہ سیرت کی روایات کی حقیقت کا ادراک کرنا ہے، جس میں واٹ نے مغربی قارئین کے سامنے اسلام کے معتقدات اور تاریخ کے بارے میں اپنا فہم اور تجربہ پیش کیا ہے، اس کتاب کے مطالعے کا مقصد سیرت نبوی سے متعلق واٹ کی تحریروں کی حقیقت کو واضح کرنا ہے جنہیں علمی اور تحقیقی

¹ پی ایچ ڈی سکالر، وزٹنگ لیکچرر شعبہ سیرت النبی ﷺ و تاریخ اسلام، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

² پی ایچ ڈی سکالر، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

حلقوں میں شہرت ملی ہے، یہ آرٹیکل واٹ کی درج کردہ روایات سیرت کی صحت کے بیان اور واٹ کے شبہات کا تنقیدی جائزہ اور علمی رد پر بھی مشتمل ہے۔

اس بات کو جان لینا چاہیے کہ مستشرقین نے جو کچھ لکھا ہے اس کی صداقت کو پہچانا بہت مشکل ہے۔ خاص طور پر وہ مستشرقین جو مسلمانوں کی تاریخ، ثقافت اور عقیدے کے بارے میں لکھنے کا اہتمام کرتے ہیں، ان کا مقصد شکوک و شبہات پیدا کرنا، روایات کو مسخ کرنا اور تاریخی حقائق اور واقعات میں غلط بیانی اور بہتان لگانا ہے، سوائے ان چند ایک کے جو منصفانہ اور تحقیقی اصولوں پر کاربند رہے اور انھوں نے ہمیشہ اسلام اور اس کی تاریخ کے ساتھ انصاف کیا اور واقعات اور حقائق کو انصاف اور مساوات کے ترازو میں تولایا۔

مقدمہ

مطالعہ تاریخ اسلام ہم پر واجب ہے۔ اس سے صرف نظر کرنا اور غفلت برتنا امت مسلمہ کے لیے مضر ہو سکتا ہے۔ امت مسلمہ کی تاریخ دوسری اقوام کی تاریخ سے منفرد ہے کہ اس کا تعلق براہ راست اسلامی عقائد سے منسلک ہے اور ان دونوں کو جدا کرنا ممکن نہیں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات میں سابقہ امتوں کی نہ صرف تاریخ بیان کی ہے بلکہ ان کی تاریخ سے درس اور عبرت حاصل کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

“قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْذِبِينَ”¹ قرآن کریم میں لفظ تاریخ کی جگہ مختلف اصطلاحات کا استعمال کیا گیا ہے جیسے کہ قصص، حدیث، خبر وغیرہ۔

استشراف کی مختصر تاریخ

غیر مسلم اقوام کا اسلام کا مطالعہ کرنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ سلسلہ صدیوں سے جاری ہے اس کا آغاز آپ ﷺ کے دور سے ہوا جب آپ ﷺ نے اپنے سفراء قیصر و کسریٰ اور دیگر بادشاہوں کی جانب بھیجے ان میں بہترین مثال حبشہ کے وفد کی ہے جس کی قیادت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کر رہے تھے جنھوں نے اہل حبشہ اور نجاشی کے سامنے اسلام کا بہترین تعارف پیش کیا، یہ اسلام کو سمجھنے کے لیے پہلی با مقصد جستجو تھی² جو کہ ابھی تک اسلام کے مطالعہ اور تحقیق کی صورت میں مغرب میں باقی ہے، مستشرقین کا مطالعہ اسلام بھی اسی سے مربوط ہے لیکن ان کے اہداف و مقاصد یکسر مختلف و متغیر ہیں جس میں اسلام کی تاریخ کو مسخ کرنا اور واقعات سیرت و تاریخ کی غلط تشریح و توضیح بیان کر کے دیگر اقوام کے سامنے اسلام کا مسخ شدہ تعارف پیش کرنا ہے، خاص طور پر یہ سلسلہ تب شروع ہوا جب صلیبی جنگوں میں ناکامی کے بعد جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لڑی گئیں دشمنان اسلام نے سمجھ لیا کہ عسکری قوت کے ذریعے مسلمانوں کی قوت ایمانی کو کمزور نہیں کیا جاسکتا اور ان عسکری حملوں کے ذریعے انہیں مسلمانوں کے عقائد کی چٹنگی اور کسی بھی رنگ و نسل کی تمیز کیے بغیر یکسر پائی جانے والی تاثیر کا بھی اندازہ ہو گیا لہذا انہوں نے متعدد تحریکوں کا آغاز انتشار اسلام کو روکنے اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کے اہداف و مقاصد سے کیا۔ ساتویں صلیبی جنگ کا قائد ”لوئس چہارم“³ یہ کہتا ہے کہ ”اسلحے کی قوت سے مسلمانوں کو مغلوب کرنا مستحیل ہے اگر مغربی قوتیں مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنا چاہتی

ہیں تو انہیں اندر سے کمزور کریں یعنی دینی اور فکری لحاظ سے انہیں کمزور کیا جائے اور ان کے عقیدے کو اکھڑا پھینکا جائے⁴

جیسا کہ اوائل مستشرقین نے جان لیا کہ مسلمانوں کا ایمان ان کے عقیدے سے مربوط ہے اسی لیے دشمنان اسلام نے عقائد اسلام کے مطالعے کا اہتمام کیا تاکہ اس میں تحریفات و تشبیہات پیدا کی جاسکیں اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات کو بدلا جاسکے، اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے علوم اسلامیہ مستشرقین کی توجہ کامرکز بن گئی یہاں تک کہ مغربی ممالک میں ایک بھی ایسی جامعہ باقی نہ رہی جس میں علوم اسلامیہ کی درست کا اہتمام نہ کیا جاتا ہو، جن میں خاص طور پر عقائد اسلام، تاریخ اسلام اور اسلامی ثقافت موضوع بحث رہے۔ اس ہدف کے حصول کے لیے بہت سے مغربی مفکرین اور باحثین نے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیا اور ان کی تشبیح کے لئے بہت سے تعلیمی وظائف کا اہتمام بھی کیا گیا تاکہ وہ اس دین کا مطالعہ کر سکیں جس پر نہ وہ ایمان لاتے ہیں نہ ہی اس کے اہل زبان ہیں اور نہ ہی اس کے اعجاز بیانی و بلاغی کا ادراک رکھتے ہیں۔

اگر دقت نظر سے دیکھا جائے تو ایسی مثال کہیں نہیں ملتی کہ کسی مذہب کو نہ مانتے ہوئے بھی اس کے اتنے عمیق مطالعہ کا اہتمام کیا گیا یہ بات اس چیز کو واضح کرتی ہے کہ مستشرقین کا مطالعہ اسلام حق اور باطل کی معرفت پر مبنی نہیں بلکہ عقائد اسلام کی پوشیدہ قوت اور عظمت کو جاننا اور اس کو مسخ کرنا ہے جبکہ ان میں ایک جماعت ایسی بھی رہی ہے جو اسلام کا منصفانہ اور غیر جانبدارانہ مطالعہ کرتی رہی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کے نور سے نوازا اور وہ آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے جس میں فنان دینیہ⁵ ابراہیم خلیل۔⁶ شامل ہیں

اسی طرح بہت سے مستشرقین نے مسلمانوں کے افکار و خیالات پر اثرات بھی چھوڑے جس میں ولیم مونگمری واٹ سر فہرست ہے میرا یہ مقالہ لکھنے کا بنیادی مقصد واٹ کی کتاب "A short history of Islam" میں سیرت و تاریخ کے بارے شکوک و شبہات کو رد کرنا ہے۔

اس کتاب کی تصنیف کے دوران واٹ کا یہ ہدف رہا ہے کہ وہ مغربی قارئین کو اسلام کے اصول، تاریخ اور عقائد کا مثبت پہلو پیش کرے۔ یہاں تک کہ وہ یہ رائے بھی پیش کرتا ہے کہ آپ ﷺ اللہ کی طرف سے چند اہم امور کی انجام دہی کے لیے مبعوث فرمائے گئے اور اشاعت اسلام کی کامیابی کے پیچھے اللہ کی نصرت کار فرما تھی۔⁷ مذکورہ مقاصد کی تکمیل کے لیے واٹ نے اپنی کتاب کو چھ فصول پر منقسم کیا ہے۔

پہلی فصل: سیرت النبی ﷺ کے مکی اور مدنی دور کا احاطہ کرتی ہے اور اس فصل میں واٹ کہہ اور جزیرہ نما عرب کے اسلام سے پہلے احوال کا ذکر کرتا ہے اور وہ یہ رائے پیش کرتا ہے کہ اسلام سے پہلے ادیان کا مطالعہ تاریخ کو سمجھنے کے لئے اہمیت کا حامل ہے۔

دوسری فصل: کا عنوان اسلام کی بین الاقوامی سیاسی تاریخ ہے جس کا آغاز واٹ نے آپ ﷺ کی علالت کے دوران سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز میں مسلمانوں کو امامت کروانے کے حکم سے کیا۔

تیسری فصل: قرآن کریم کے لیے مخصوص کی گئی جس میں جمع و تدوین قرآن کی تاریخ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور تک بیان کی گئی۔ جبکہ چند مباحث ارکان اسلام اور دیگر ادیان کے متعلق بھی ہیں۔

چوتھی فصل: فقہ اسلامی کے موضوع پر ہے جس میں فقہ کی نشاۃ کے دور سے آغاز کیا گیا اور تمام مراحل کا ذکر کرتے ہوئے فقہ کی تدوین تک کا دور بیان کیا گیا اور چند مباحث میں فقہی مسائل کو بھی موضوع خاص رکھا گیا۔ جیسا کہ زواج اور سود کے مسائل وغیرہ۔

پانچویں فصل: اسلام کے اوائل دور میں بننے والی جماعتوں کے متعلق ہے۔ جیسا کہ خوارج اور شیعہ وغیرہ۔ اس فصل میں اسلام کا مغربی اقوام کے اوپر فکری تاثر کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

چھٹی فصل: دنیا کو درپیش جدید مسائل کے موضوع پر ہے، اس میں واٹ نے اسلام کو درپیش مشکلات کو بیان کرنے کے لیے ایک مکمل عنوان قائم کرتا ہے اور اس کا اختتام یہ کہتے ہوئے کرتا ہے کہ "اگر اسلام دیگر عالمی مذاہب میں اپنا صحیح مقام حاصل کرنا چاہتا ہے تو مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ کم از کم اس بات کا اعتراف کریں کہ دیگر مذاہب میں بھی کثیر مقدار میں حقیقت پائی جاتی ہے"⁸

واٹ کے اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ اس کو اسلام کا فہم کامل نہیں جبکہ تمام مسلمانوں کا کامل عقیدہ جسے عقیدہ رسالت کہا جاتا ہے قرآن مجید میں واضح طور پر اس طرح بیان کیا گیا ہے

"أَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَكِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ"⁹

حضرت دی کاشتری بھی اس بات کو کچھ اس طرح لکھا ہے کہ "تمام انبیاء ایک دین کے داعی تھے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ ﷺ تک آنے والے تمام انبیاء مذہبی طور پر متحد تھے تین آسانی کتابیں نازل ہوئیں جن میں زبور، تورات اور قرآن ہے اور قرآن مجید کی نسبت توریت سے بالکل ایسے ہی ہے جیسے توریت کی نسبت زبور سے ہے۔ اور آپ ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نظر میں بالکل ایسے ہی ہیں جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی نظر میں موسیٰ علیہ السلام انبیاء کی آپس میں کوئی تفریق نہیں تمام کی رسالت اور مصدر ایک ہی ہے اور وہ اللہ کی ذات ہے"¹⁰

واٹ کا وحی الہی اور آپ ﷺ کے غار حراء میں خلوت اختیار کرنے کے بارے میں موقف

اس سے پہلے کہ ہم سیرت کے واقعات کو لکھیں یہ جاننا ضروری ہے کہ علم سیرت سے مراد صرف احداث کا بیان نہیں اس کے کچھ خاص مقاصد و غایات ہیں ان کی جڑیں عالم غیب سے جڑی ہیں، اس کے اسباب آسمانی دنیا سے مرتبط ہیں جبکہ وہی اللہ اور نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کے ساتھ براہ راست تعلق کا ذریعہ ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ہم علم سیرت سے ایسا تعامل کریں جیسا دیگر علوم کے ساتھ ہوتا ہے وہ اس لیے کہ تمام واقعات سیرت مصدر غیبی (وحی) کی اساس پر قائم ہیں پس جو غیب پر ایمان لانے والے نہیں ان کے لئے ان واقعات کی صحیح تفسیر کرنا یا ان کو سمجھنا مستحیل ہے بلکہ جب ان کے سامنے واقعات سیرت ہوں تو وہ یا تو ان واقعات کا قطعی طور پر انکار کرتے ہیں یا پھر طرح طرح کی تاویلات کرت نظر آتے ہیں تاکہ وہ ان واقعات کو دلیل بناتے ہوئے اپنے من چاہے نتائج اخذ کر سکیں"¹¹ سیرت کے احداث اور واقعات پر تحقیق کرنے والے مستشرقین کی اکثریت پر یہ طریقہ غالب ہے جس واقعہ میں وحی کا

احتمال پایا جاتا ہے اس مقام پر مستشرقین عقل پر اعتماد کرتے ہیں اور عقل کو ہی اپنی تحقیقات اور دراست میں اساسی مصدر تصور کرتے ہیں عقل کا یہ استخدام اور عقل پر کلی اعتماد ہی ان کو واقعات سیرت میں شکوک و شبہات اور تحریفات تک لے جاتا ہے۔
واٹ نبی کریم ﷺ کے غار حراء میں تحنث کے بارے میں لکھتا ہے کہ

"Mohammad was a thoughtful person and was in a habit of making are treat each year in a cave on mount Hira, He presumably meditated on religious matters and on social problems" ¹²

ترجمہ: "آپ ﷺ غور و فکر کرنے والی شخصیت تھے اور ان کی عادت میں شامل تھا کہ وہ ہر سال غار حراء میں خلوت اختیار کرتے اور اس بات کا احتمال ہے کہ وہ دینی اور معاشرتی مسائل پر غور و فکر کرتے تھے۔"

واٹ کے اس قول کو اگر دیکھا جائے تو اس بات کا آسانی اور اک ہو جاتا ہے کہ وہ دین کے مسلمات میں کس طرح شکوک و شبہات کو بڑی خاموشی سے داخل کر رہا ہے اور سیرت النبی ﷺ کے حقائق کو چھپانے کی ممکنہ کوششیں کر رہا ہے۔ تاکہ مغربی قارئین اس دین سے متاثر نہ ہوں، اس لیے وہ مغربی قارئین کے سامنے جو واقعات پیش کرتا ہے وہ ایجابی پہلوؤں سے کوسوں دور ہیں جبکہ واقعات کی حقیقت واٹ کے بیانے کے برعکس ہے، وہ حقائق جن کو واٹ نے بیان نہیں کیا اور تغیر کرنے کی کوشش کی تمام اسلامی مصادر سے ثابت شدہ ہیں اصل واقعہ یہ ہے کہ آپ ﷺ غار حراء میں تحنث کے لیے جاتے تھے اور تحنث سے مراد "عبادت" ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے تحنث کی تفسیر بیان کی ہے، کہ "تحنث" سے مراد "تعبد" (عبادت کرنا) ہے اور یہ حنث کی اصل ہے جس کے معنی ہیں "الاثم"، اور "یتحنث"۔ یعنی "اجتناب الحنث" (گناہوں سے اجتناب) ہے ¹³، امام ابن حجر عسقلانی نے تحنث کا معنی "یتحنف" لیا ہے جس کے معنی دین حنیف کی اتباع ہے "جو کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔" ¹⁴

امام نووی رحمہ اللہ کی بیان کردہ تعریف کی رو سے تحنث سے مراد "عبادت" ہے اور عبادت کا مطلب "اللہ اور بندے کا براہ راست رابطہ" واٹ کا یہ مفروضہ جو کہ اس نے اپنی عقل و فکر اور نظریات کی بنیاد پر پیش کیا اور خود سے ہی اس کی صحت پر اعتماد بھی کیا اس کے اہداف و مقاصد کو ظاہر کرتا ہے جو کہ اپنے شبہات و مغالطات کے ذریعے آپ ﷺ کا اپنے رب باری تعالیٰ سے تعلق کو منقطع کرنا ہے۔

وحی کے متعلق واٹ کا موقف

مسلمانوں کے تمام عقائد کی بنیاد وحی الہی ہے یہ امر حق ہے اور اس کی حقیقت کا اعتراف لازم ہے۔ "اس کا فہم و ادراک ہی ہمیں ان تمام اخبار غیبی حقائق اور شرعی احکامات کے یقین تک پہنچاتا ہے جو آپ ﷺ پر نازل ہوا" ¹⁵ اور اس کا انکار آپ ﷺ کی رسالت اور تمام عقائد اسلامیہ کے اسقاط (ہدم) کا باعث ہے۔

تمام احکامات شریعہ اور اوامر و نواہی جو آپ ﷺ پر نازل ہوئے اور آپ ﷺ نے ان کی تطبیق و تبلیغ کی وہ وحی کے طریقے سے ہی

نازل ہوئے جو کہ وقتاً فوقتاً جبرائیل امین علیہ السلام لے کر آتے تھے اس لیے مستشرقین نے دراسات وحی کا خاص اہتمام اس بات کا علم رکھتے ہوئے کیا کہ مسلمانوں کے یقین اور ایمان کا منبع وحی الہی ہی ہے¹⁶ ان میں بعض مستشرقین نے وحی کا انکار کیا¹⁷ بعض نے اس کی تاویلات کیں¹⁸ اور بعض نے اس کو آسیب سے منسوب کیا۔¹⁹

واٹ کا موقف بھی ان سے مختلف نہیں رہا واٹ سورت شوریٰ کی آیت ”وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ“²⁰ کو دلیل بنا کر کہتا ہے،

"The messenger mentioned here is the angel Gabriel, for in another verse the words are addressed to Mohammad: Say, who is enemy to Gabriel? It is who brought down this [revelation] upon your heart confirming what was present".²¹

ترجمہ: "وہ فرشتہ جس کا ذکر کیا گیا ہے وہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور دوسری آیت جو آپ ﷺ نے پیش کی اس کی تائید ہے "قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ"²² مزید لکھتا ہے کہ،

"Muslim scholars made lists of the manners of revelation and found several besides those mentioned in the verse, though their precise interpretation of details is sometimes different. They held that in Muhammad's later years the revelation was normally brought by Gabriel. The first revelation, however, as described above, seems to have been no more than the hearing of a voice".²³

ترجمہ: "مسلم علماء نے وحی کی مختلف کیفیات کا ذکر کیا ہے جن میں سابقہ آیت میں مذکورہ طریقہ بھی شامل ہے۔ جبکہ اس کی صحیح تفسیر بعض اوقات مختلف ہے۔ تفصیلات کے مطابق آپ ﷺ پر بعد کے سالوں میں آنے والی وحی جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے ہی آئی تاہم پہلی وحی سماع صوت کے سوا کچھ نہ تھی "

واٹ کے اس شبہ کو سامنے رکھتے ہوئے مذکورہ آیت کے سبب نزول کو پرکھا جائے تو یہ معلوم پڑتا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے وحی سے متعلق سوال کے جواب میں نازل ہوئی جب مدینہ میں یہودیوں نے وحی سے متعلق سوال کیا کہ آپ پر وحی کون سا فرشتہ لے کر آتا ہے؟ میکائیل یا جبرائیل؟ آپ ﷺ نے جواب دیا جبرائیل۔ تو وہ کہنے لگے، وہ تو ہمارا دشمن ہے۔²⁴ جس پر اللہ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرما کر ان کے موقف کا رد کیا اور تاکید کی جبرائیل اللہ کے حکم سے آپ ﷺ پر وحی لے کر آتا ہے اور اول سے آخر تک نزول قرآن جبرائیل کے ذریعہ سے ہی ہوا، جو کہ تصدیق کرتا ہے تورات و انجیل کی اور ہدایت اور خوشخبری ہے۔

واٹ کا یہ قول اس حد تک تو درست ہے کہ آپ ﷺ پر مدنی دور میں نازل ہونے والی وحی کا زیادہ حصہ جبرائیل کے ذریعہ سے ہوا

لیکن اس کا یہ قول کہ غار حرا میں نازل ہونے والی وحی صرف سماع صوت تھی کم علمی کے سوا کچھ نہیں کیونکہ صحیح روایات کی روشنی میں اگر اس واقعہ کو دیکھا جائے تو غار حرا میں جبرائیل امین کا موجود ہونا ثابت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

”وَهُوَ فِي غَارٍ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَعَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَعَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَعَطَّنِي الثَّلَاثَةَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ { اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ }“²⁵

آپ ﷺ غار حرا میں تھے کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! پڑھو، میں نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا، آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر اتنے زور سے دبایا کہ میری طاقت جواب دے گئی، پھر مجھے چھوڑ کر کہا کہ پڑھو، میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس فرشتے نے مجھ کو نہایت ہی زور سے دبایا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی، پھر اس نے کہا کہ پڑھ! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے تیسری بار مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ پھر مجھ کو دبایا، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ پڑھو اپنے رب کے نام کی مدد سے جس نے پیدا کیا۔

یہ روایت واٹ کے شبہ کا واضح جواب ہے اس روایت میں آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ [فرشتے نے مجھ کو نہایت ہی زور سے دبایا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی] اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جبرائیل بنفس نفیس غار حرا میں موجود تھے اور واٹ کے اس شبہ کا رد ہے کہ پہلی وحی سماع صوت تھی، اس کے علاوہ ورقہ بن نوفل کا آپ ﷺ کو یہ خبر دینا کہ یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر وحی لاتا تھا بھی واٹ کے اس قول کا رد ہے، تمام اہل لغت کے نزدیک ناموس سے مراد ”صاحب سراخیر“ ہے، اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ اس سے مراد حضرت جبرائیل امین ہیں۔²⁶

آپ ﷺ کی یہ حدیث اس بات کو مزید واضح کر دیتی ہے جس میں آپ ﷺ فترۃ الوحی کے زمانے کا ذکر فرماتے ہیں،

عن ابو سلمة بن عبد الرحمن، ان جابر بن عبد الله الانصاري، قال وهو يحدث عن فترۃ الوحی، فقال - فی حدیثہ ” بینا انا امشی اذ سمعت صوتا، من السماء، فرفعت

بصری فاذا الملك الذی جاءنی بحراء جالس علی کرسی بین السماء والارض۔“²⁷

ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی کہ آپ ﷺ نے وحی کے رک جانے کے زمانے کے حالات بیان فرماتے ہوئے کہا کہ ایک روز میں چلا جا رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی اور میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا وہ آسمان وزمین کے بیچ میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ تمام احادیث اور تاریخی روایات اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ آپ ﷺ پر غار حرا میں نازل ہونے والی پہلی وحی جبرائیل امین خود لے کر آئے، واٹ ایک طرف تو آپ ﷺ کو تاریخی روایات کی روشنی میں صادق اور امین قرار دیتا ہے جبکہ پہلی وحی سے متعلق آپ ﷺ کی احادیث سے صرف نظر کیسے کر سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ واٹ دوسرے مستشرقین کی طرح آپ ﷺ کی وحی اور نبوت کا ادراک کرتے ہوئے تاریخی روایات کو مسخ کرنے کی کوشش کر رہا ہے جیسا کہ اللہ نے قرآن پاک میں فرمایا، ”فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّى تُصِرُّونَ“²⁸، پھر حق واضح ہو جانے کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا باقی رہ گیا؟ اس کے باوجود تمہیں کوئی کہاں الٹا لئے جا رہا ہے؟“

واٹ کا غزوہ بنو قینقاع کے متعلق موقف

واٹ نے غزوہ بنو قینقاع کے بیان میں بھی شدید مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے یہودیوں کو مظلوم و مقہور قرار دیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کا یہود بنو قینقاع کو مدینہ منورہ سے جلا وطن کرنے کا سبب مسلمانوں کا انہیں حقیر اور معمولی سمجھنا ظاہر کیا ہے۔ اور اس کو حقیقی سبب تصور کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

“About April 624 a petty quarrel between a group of Muslims and Jews of the clan of Qaynuqa became the ground for the expulsion of that clan from Medina”²⁹

ترجمہ: ”اپریل 624 میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان نزاع ہوا جو کہ حقارت کی بنیاد پر تھا۔ اور یہی بنو قینقاع کی مدینہ منورہ سے جلا وطنی کی وجہ بنا“

جبکہ بنو قینقاع کی جلا وطنی کی اصل وجہ جانے اور حق بات کی تحقیق کے لیے ضروری ہے کہ اس وقت کے حالات کو تاریخی روایات کی روشنی میں جانا جائے اور مکمل مطالعہ کیا جائے صفی الرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں کہ،

نبی ﷺ نے ہجرت کے بعد جب مسلمانوں کے درمیان عقیدے، سیاست اور نظام کی وحدت کے ذریعے ایک نئے اسلامی معاشرے کی بنیادیں استوار کر لیں تو غیر مسلموں کے ساتھ اپنے تعلقات منظم کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔ آپ ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ ساری انسانیت امن و سلامتی کی سعادتوں اور برکتوں سے بہرہ ور ہو اور اس کے ساتھ ہی مدینہ ہی اور اس کے گرد و پیش کا علاقہ ایک وفاقی وحدت میں منظم ہو جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے رواداری اور کشادہ دلی کے ایسے قوانین مسنون فرمائے جن کا اس تعصب اور غلو پسندی سے بھری ہوئی دنیا میں کوئی تصور ہی نہ تھا۔³⁰

اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ امن و استقرار کے کتنے مشتاق تھے۔ اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ یہودیوں کے حقوق کے بارے میں کتنا اہتمام فرماتے اور ان کو مجتمع اسلامی کا جزو سمجھتے تھے۔ میثاق مدینہ اس کی واضح دلیل ہے، کیونکہ یہودی فطرت میں خیانت کرنا شامل تھا اسلئے تینوں حلیف قبائل بنو قینقاع بنو نضیر اور بنو قریظہ نے میثاق مدینہ کا پاس نہ رکھا، اور یہی وجہ تینوں قبائل کی جلا وطنی کا سبب بنی۔ یہودیوں نے پہلی دفعہ بدر اور احد کے درمیان بد عہدی کی جس کی وجہ سے ان سے جنگ کی گئی اللہ عزوجل نے اس بد عہدی کی خبر قرآن کریم میں اس طرح دی اَوَكَلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا

یُؤْمِنُونَ”³¹ اور جب کبھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک گروہ نے اس عہد کو پھینک دیا بلکہ ان میں سے اکثر مانتے ہی نہیں۔

یہ بات ان کے رویوں سے بھی واضح تھی جب انہوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو رد کیا۔ جبکہ آپ ﷺ ان کو جمعیت اور وحدت کی طرف بلا رہے تھے۔ اس دعوت حق کے جواب میں یہود دشمنی اور عداوت میں اتنے پڑ گئے کہ نہ صرف معاہدہ اور میثاق کو توڑا بلکہ بعض مقامات پر مبارزت تک بات پہنچی۔ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ:

”اے محمد! تمہیں اس بنا پر خود فریبی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ تمہاری مڈ بھڑ قریش کے اناڑی اور نا آشناے جنگ لوگوں سے ہوئی، اور تم نے انہیں مار لیا۔ اگر تمہاری لڑائی ہم سے ہو گئی تو پتہ چل جائے گا کہ ہم مرد ہیں اور ہمارے جیسے لوگوں سے تمہیں پالانہ پڑا ہو گا۔“³²

یہودیوں کے اس قول سے مبارزت اور مخالف اس حد تک عیاں ہے کہ مستشرق لفسٹون لکھتا ہے ”انہوں نے مخالفت اور مبارزت میں جرأت مندی اور بہادری کا مظاہرہ اور اعلان جنگ کیا۔ یہاں تک کہ اس بات پر اعتماد کیا کہ خزرج کی طرف سے ان کے چند حلفاء اس تنازعے میں ان کا ساتھ دیں گے“³³

اب غزوۃ بنو قینقاع کا اصل سبب مصادر اسلامیہ کی روشنی میں ملاحظہ کریں، ابن ہشام نے ابو عون سے روایت کی ہے کہ ایک عرب عورت بنو قینقاع کے بازار میں کچھ سامان لے کر آئی اور بیچ کر (کسی ضرورت کے لیے) ایک سنار کے پاس، جو یہودی تھا، بیٹھ گئی۔ یہودیوں نے اس کا چہرہ کھلوانا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا۔ اس پر اس سنار نے چپکے سے اس کے کپڑے کا نچلا کنار ا پچھلی طرف باندھ دیا اور اسے کچھ خبر نہ ہوئی۔ جب وہ اٹھی اور بے پردہ ہو گئی تو یہودیوں نے قہقہہ لگایا۔ اس پر اس عورت نے چیخ پکار مچائی جسے سن کر ایک مسلمان نے اس سنار پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ جو ابابہودیوں نے اس مسلمان پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ اس کے بعد مقتول مسلمان کے گھر والوں نے شور مچایا اور یہود کے خلاف مسلمانوں سے فریاد کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اور بنو قینقاع کے یہودیوں میں بلوہ ہو گیا۔³⁴ جنگ کی اصل وجہ یہی واقعہ بنا یہاں تک کہ نے ان کا سختی سے محاصرہ کر لیا گیا جو کہ پندرہ روز تک جاری رہا بالآخر بنو قینقاع نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیئے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی جان و مال، آل و اولاد اور عورتوں کے بارے میں جو فیصلہ کریں گے انہیں منظور ہو گا۔

ان تمام روایات اور اقوال کے بعد واٹ کا یہ موقف غیر مقبول اور مضحکہ خیز ہے کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان نزاع حقارت کی بنیاد پر تھا دراصل واٹ اس مقام پر دیگر مستشرقین کی طرح اہل مغرب کا موقف پیش کرتا واضح نظر آتا ہے۔ اور بنو قینقاع کی جلاوطنی کے اسباب میں مسلمانوں کی طرف سے یہودیوں کو حقیر اور کمتر سمجھنے کے الفاظ کا سہارا لیتا ہے جو کہ اصل واقعہ کے بالکل برعکس ہے، جبکہ بنو قینقاع کا جلاوطن ہونا آپ ﷺ کے سیاسی اصولوں کی پاسداری کے عین مطابق تھا اور وہ اصول یہ تھا کہ ”ہر وہ شخص یا قبیلہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کرے گا اس کے خلاف جہاد کیا جائے گا“ اسی اصول کی تطبیق آپ ﷺ نے قریش کے ساتھ بھی کی۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کی اور فتح مکہ کا سبب بھی یہی اصول بنا۔

سورۃ لہب کے نزول کے بارے واٹ کا موقف

واٹ یہ خیال کرتا ہے کہ سورۃ لہب کے نزول کا سبب ابو لہب کا آپ ﷺ کی حمایت نہ کرنے بلکہ دعوت اسلام کی مخالفت کا اعلان بنا

، واٹ یہ بھی خیال کرتا ہے کہ ابو لہب کی مخالفت کی بدولت عرب کے مشہور اور امیر تاجروں نے نہ صرف اسلام کی دعوت کو جھٹلایا بلکہ مخالفت بھی کی، اور اس کی اسی مخالفت کا ذکر اللہ نے سورت لہب میں کیا ہے۔ لکھتا ہے کہ

“Abu-Talib had also supported Muhammad by maintaining clan protection, But his brother abu-Lahab who succeeded him, had done well has the merchant and had business associations with some of the very wealthy men hostile to Muhammad. Under pressure from them, he seems to have decided to withdraw clan protection. This is doubtless the reason for the bitter attack on Abu- Lahab in Surah 111 of the Quran”.³⁵

ترجمہ: ابو طالب نے بھی قبیلہ کی حفاظت کو برقرار رکھتے ہوئے محمد کی حمایت کی تھی، لیکن اس کے بھائی ابو لہب نے اس کی مخالفت کی اور وہ بہت اچھا تاجر تھا اور اس کے کچھ بہت ہی امیر آدمیوں کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے جو محمد کے دشمنوں میں سے تھے، ایسا لگتا ہے کہ ان کے دباؤ میں اس نے قبائلی حمایت کو واپس لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ بلاشبہ یہی قرآن کی سورت 111 میں ابو لہب پر تنقید کی وجہ ہے۔

واٹ کا یہ دعوہ حقیقت کے منافی ہے، واٹ تاریخی واقعات کی حقیقت کو جانے اور اس کی صحت کو پرکھنے کی بجائے من چاہے نتائج درج کرنے کی کوشش کر رہا ہے، تاریخی روایات واٹ کے بیان کردہ سبب نزول کے بالکل برعکس ہیں۔ کتب تفسیر اور تاریخی روایات سورت لہب کے سبب نزول سے بھری پڑی ہیں، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب (سورۃ شعراء کی) آیت ”وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَفْرِیْنِ“ (اے نبی ﷺ! اپنے سب سے قریبی خاندان والوں کو ڈرائیے) اتری تو نبی ﷺ صفا پر چڑھے اور آواز دی

” يَا بَنِي فِهْرٍ! يَا بَنِي عَدِيٍّ! لِيُطَوِّنَ قُرَيْشٌ حَتَّى اجْتَمَعُوا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ، فَجَاءَ أَبُو هَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغَيِّرَ عَلَيْكُمْ، أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي؟ قَالُوا نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا، قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيَّ عَذَابٍ شَدِيدٍ، فَقَالَ أَبُو هَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ، أَهْلًا جَمَعْتَنَا؟ فَزَعَلَتْ: تَبَّتْ يَدَا أَبِي هَبٍ وَ تَبَّ مَا أَعْلَى عَنْهُ مَالُهُ وَ مَا كَسَبَ ”³⁶

”اے بنی فہر! اے بنی عدی!“ اور قریش کے قبیلوں کے نام لے لے کر پکارا، یہاں تک کہ وہ جمع ہو گئے۔ کوئی آدمی خود نہ آ سکا تو اس نے کسی کو بھیج دیا تاکہ دیکھے کہ کیا بات ہے۔ ابو لہب اور قریش کے دوسرے لوگ آگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بتاؤ کہ اگر میں تمہیں اطلاع دوں کہ وادی میں ایک لشکر تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا

تم مجھے سچا سمجھو گے؟“ انھوں نے کہا: ”ہاں! ہم نے آپ سے سچ کے علاوہ کبھی کوئی اور تجربہ نہیں کیا (یعنی آپ کو ہمیشہ سچا ہی پایا)۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر میں تمہیں ایک سخت عذاب سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔“ ابو لہب کہنے لگا: ”سارا دن تیرے لیے ہلاکت ہو! تو نے ہمیں اسی لیے جمع کیا ہے؟“ تو یہ سورت اتری، ”ثَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَ تَبَّ مَا اَعْطٰى عَنْهُ مَالُهُ وَ مَا كَسَبَ“ ابو لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ (خود) ہلاک ہو گیا۔ نہ اس کے کام اس کا مال آیا اور نہ جو کچھ اس نے کمایا۔“

اس صحیح روایت سے واضح ہے کہ واٹ کا یہ دعوہ کہ ابو لہب کا حمایت نہ کرنے کا اعلان اس سورت کا سبب نزول بنانا نقص ہے جبکہ اللہ نے قرآن پاک میں بھی واضح الفاظ میں فرمایا ”واللہ یعصمک من الناس“³⁷۔ ایک اور جگہ فرمایا ”انا کفینک المستھزئین“³⁸۔ ابو لہب اور اس کا خاندان آپ ﷺ کی حمایت کرتا یا نہ کرتا آپ ﷺ کو اس کی پرواہ نہ تھی کیونکہ آپ ﷺ تو منصب رسالت کی تکمیل کے لیے کوشاں تھے اور اس کے لیے آپ ﷺ کو براہ راست اللہ کی حمایت حاصل تھی جس نے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا۔

ابو لہب آپ ﷺ کی دعوت حق کا شروع سے ہی مخالف تھا تاریخی روایت اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد تین سال تک اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام نہایت خفیہ طور پر ہوتا رہا۔ پھر جب یہ حکم نازل ہوا، ”وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ“ اپنے قریبی کنبہ والوں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حکم کی تعمیل میں بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کو اپنے ہاں کھانے پر بھی بلایا۔ اور ان کے سامنے بھی لا الہ الا اللہ کی دعوت پیش کی اور اس وقت بھی ابو لہب جھٹ سے بول اٹھا اور آپ ﷺ کی دعوت کی مخالفت تلخ الفاظ میں کی ابو لہب کی تلخ اور ترش باتیں سننے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی اور دوسرے لوگ بھی اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔³⁹ لیکن اس وقت یہ سورت نازل نہ ہوئی کیونکہ اس سورۃ مبارکہ کا سبب نزول آپ ﷺ کی حمایت نہ کرنے پر اللہ کی طرف سے تنقید کرنا نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ کی حوصلہ افزائی تھا کہ مخالفین کی باتوں پر دھیان نہ دیجئے بلکہ اپنے منصب رسالت کی تکمیل کرتے رہیں، اس کی دلیل قرآن پاک کی آیت میں موجود یہ واضح ہدایت یہ {فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ}، پس وہ بات اعلانیہ کہہ دیجئے جس کا آپ ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجئے۔

حاصل بحث

ولیم مٹکمری واٹ نے اپنی کتاب ”A short history of Islam“ میں مورخین کے منہج و مبداء علمی کا اہتمام نہ کرتے ہوئے سیرت کی روایات کو بیان کیا ہے جبکہ سرسری انداز میں روایات کو کچھ اس طرح بھی پیش کیا کہ اپنے نظریات کے مطابق ان میں شکوک و شبہات کا ممکنہ ادخال کر ہو سکے۔ واٹ نے تاریخی روایات کو بیان کرنے میں شفافیت اور غیر جانبداری کے بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی کی۔ اور اس نے کسی بھی حدت کو بیان کرنے میں انصاف سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اس کے برعکس اس نے تاریخی روایات کو مسخ شدہ انداز میں پیش کیا ہے، آپ ﷺ کی غار حرا میں خلوت، نزول وحی کی حقیقت، بنو قینقاع کی جلا وطنی کا سبب، سورہ

لہب کے سبب نزول کا مزکورہ بیان۔ اور خاص طور پر آپ ﷺ اور مسلمانوں کے افعال و اقوال کو منفی انداز میں پیش کرنا اسکے واضح دلائل ہیں۔

اہل علم کا متعصبانہ اور غیر منصفانہ طرزِ عمل قابلِ مذمت ہے۔ لیکن واٹ کے تاریخی واقعات بیان کرنے کے اہداف و مقاصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ تاریخی روایات کے حقائق کی ترسیل کرنے میں دیانت دار نہیں اور نہ ہی واقعات کی ترتیب بیان کرنے میں معتبر ہے۔ جیسا کہ میں نے واٹ کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے، میں نے واٹ کو حقائق کا تجزیہ کرنے میں متعصب اور مبہم پایا ہے میری رائے کی مطابق واٹ اسلام کے ایجابی پہلو کو پیش کرنے کا رنگ دیتے ہوئے روایات کو مسخ کرتا ہے جو کہ علمی و تحقیقی اصولوں کی عین خلاف ورزی ہے واٹ کے اس طرز نے اس کی کتاب ”A short history of Islam“ کو متنازعہ اور غیر معتبر بنا دیا ہے۔

حواشی

¹ آل عمران: 137

AAL IMRAN

² السيرة النبوية، عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين (المتوفى: 213هـ)، تحقيق: مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية، 1375هـ - 1955 م، عدد الأجزاء: 2/339

ALSEERAT AL NABI, ABDUL MALIK BIN HISHAM, MUSTAFA AL BAI AL HALBI, TABA SANIA.

³ فرانس کا بادشاہ اور مصر کے شہر دینا کے خلاف ساتویں صلیبی جنگ 1249ء کا رہنما تھا، وہ چار سال کی عمر سے اسلام سے شدید نفرت کی وجہ سے مشہور تھا اور اس کی جنگوں کا مقصد فرانس میں اثر و رسوخ کو بڑھانا تھا لیکن یہ جنگیں اس کی شکست کے ساتھ ختم ہو گئیں اور اس کا خاندان منصورہ شہر میں دار لقمان میں نظر بند کر دیا گیا (علی عبد الحلیم محمود، الغزو الصليبي والعالم الإسلامي، ط 1، مطابع دار الطباعة والنشر الإسلامية، مصر، 4141 - 3991 م، ص 391 وما بعدھا)

⁴ عبد العظیم ابراہیم المطی، آورو با فی مواجهة الاسلام) الوسائل، الہداف، ط 1، القاہرہ، ص 811

ABDUL AZEEM IBRAHIM ALMUTHI, AROOBA FI MWAJIA AL ISLAM

⁵ دینیہ: ایک مستشرق ہے جس نے فرانس میں تعلیم حاصل کی، اور الجزائر چلا گیا، وہ ہر سال آدھ سال بوسعدہ کے قصبے میں گزارتا اور وہاں ایک قبر بنواتا۔ اپنے اسلام کہ بعد ناصر الدین (7291 AD) کہ نام سے مشہور ہے، ملاحظہ نجیب العقیقی، مستشرقین، تیسرا ایڈیشن، قاہرہ۔ مصر، 4691ء، جلد 1، صفحہ 532۔

⁶ ابراہیم خلیل فلوپس: وہ 9191ء میں اسکندریہ میں پیدا ہوئے، فیکٹی آف تھیالوجی میں 4991ء میں داخل ہوئے اور 8491ء میں گریجویشن کیا۔ اس نے امریکہ کی پرنسٹن یونیورسٹی سے ماسٹر ڈگری حاصل کی، مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل کرنے کے لیے اسلام کا مطالعہ کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت دی۔ اسے الحاج ابراہیم خلیل احمد کے نام سے پکارا جاتا ہے، دیکھیں: ابو خلیل شوقی، مستشرقین اور مشنریوں کے عہدوں پر روشنی، دوسرا ایڈیشن، طرابلس۔ لیبیا، 8241-9991 عیسوی، ص 27

⁷ Watt, william montgomery, A short history of Islam, oneworld Publications, 1996, p.n: 7

⁸ Watt, William Montgomery, A short history of Islam, p.n.140-141

⁹ سورة البقرة، آية 582

SURAH BAQARA:582

¹⁰ کاستری، ہنری دی، السلام خواطر وسوانح، ترجمہ احمد زغلول، قدمہ: محمود النخیری، ط 1، دار طیبہ، الحیضہ، 2008 م، ص 15.

KASTRI, HENRI DI, ALSALIM KHUWATIR WA SWANA, DAR AL TAIBA

¹¹ محمد بن صابیل السلی، منہج کتابۃ التاریخ مع دراسة لتطور التدوین و مناجج المؤرخین حتی القرن، دار الرسالۃ العلمیۃ، مکۃ المکرمۃ، ص 722

MUHAMMAD BIN SAEL ALSLMI, MANHAJ KITABA TUL ALTAREEKH MAH DRASA
AL TATAWER ALTADWEEN WMNAHJ ALMWRKEEN HATTA QARN

¹² W, M, W, A Short history of Islam, p.n. 12.

¹³ أبوزکریا یحییٰ بن شرف النووی، شرح صحیح مسلم، تحقیق: طہ عبدالرؤف سعد، دار البیان العربی، ج 1، ص 261.

ABU ZAKRIA YAHYA BIN SHARF AL NAWVI, SHARAH SAHEH
MUSLIM, DAR ALBIAN AL ARBI

¹⁴ أبو الفضل أحمد بن علي العسقلاني، فتح الباري بشرح صحيح البخاري، تحقيق: سيد بن عباس الحلبي، آيين بن عارف دمشقي، دار آبي حيان، ط 1، القاهرة، ج 1، ص 07.

ABU FAZAL AHMED BINN ALI ALASQLANI, FATH AL BARI FI SHARAH
SAHEH AL BUKHARI, DAR ABI HAYAN

¹⁵ محمد سعيد رمضان البوطي، فقه السيرة النبوية مع موجز لتاريخ الخلافة الراشدة، ط 11، دار الفكر، دمشق - سوريا، ص 36

SAEED RAMAZAN AL BOUTI, FIQH AL SEERAH DAR AL FIKAR

¹⁶ محمد سعيد رمضان البوطي، فقه السيرة النبوية مع موجز لتاريخ الخلافة الراشدة، ص 36

SAEED RAMAZAN AL BOUTI, FIQH AL SEERAH DAR AL FIKAR

¹⁷ محمد سعيد رمضان البوطي، فقه السيرة النبوية مع موجز لتاريخ الخلافة الراشدة، ص 36

SAEED RAMAZAN AL BOUTI, FIQH AL SEERAH DAR AL FIKAR

¹⁸ شوقي أبو خليل، أعضاء على مواقف المستشرقين والمبشرين، ص 78

SHOQI ABU KHALEEL, AZWA ALA MUAFIQ AL MUSHTASHREQUEEN WA AL
MUSHTABSHIREEN

¹⁹ لوثر وب ستودارد آل ليريكي، حاضر العالم الإسلامي، وفيه فصول وتعليقات وحواشي بقلم آل أمير شبيب آرسلان، ط 4، دار الفكر، لبنان - بيروت، م 1، ج 1، ص 55.

LO SHORAB STODARD AL ALMREEKI, HAZIR AL AALAM AL ISLAMI

²⁰ سورة الشورى، 15

SURAH SHURA

²¹ W, M, W, A short history of Islam, p.n :15

²² سورة البقرة، 97

SURAH BAQARA:97

²³ W, M, W, A Short history of Islam, p.n.15

²⁴ تفسير ابن جرير الطبري، 2/377

TAFSEER IBN JAREER AL TABRI

²⁵ ابوزکریا النووی، شرح صحیح مسلم، ج 1، ص 161 وما بعدھا

ABU ZAKRIA AL NAWVI ,SHARAH SAHEH MUSLIM

²⁶ ابوزکریا النووی، شرح صحیح المسلم، ج 1، ص 561.

ABU ZAKRIA AL NAWVI ,SHARAH SAHEH MUSLIM

²⁷ ابوزکریا النووی، شرح صحیح المسلم، ج 1 ص 761

ABU ZAKRIA AL NAWVI ,SHARAH SAHEH MUSLIM

²⁸ یونس-23

YOUNAS :23

²⁹ W, M, W, A Short history of Islam, p.n.32.

³⁰ مبارکپوری، الر حیق المختوم، ص: 89

MUBARAK PURI ,AL RAHEEQ AL MAKHTOOM

³¹ البقرة، 100

AL BAQRA :100

³² ابن هشام، السیرة النبویة، ج 3، ص 9

IBN HASHAM ,AL SEERAH AL NABVIA

³³ لفنستون، اسرائیل، تاریخ الیصود فی بلاد العرب فی الجاهلیة و صدر الاسلام، مطبعة الاعتماد، مصر، ص 129-130

LAFINSTOON,ISRAEL,TAREEKH AL YAHOOD FI BLAD AL ARAB FI ALJA HILIA WA
SADAR AL ISLAM,TABA AL AHTMAD

³⁴ ابن هشام، السیرة النبویة، ج 3، ص 84.

IBN HASHAM ,AL SEERAH AL NABVIA

³⁵ Watt, William Montgomery. A short history of Islam, p.n:23-24.

³⁶ ابن کثیر، عماد الدین، البدایة والنہایة، تحقیق: عبد اهلل التركي، دار هجر، ط 1، مصر، 7141-7991 م، ج 4، ص 79-80

ABN KASHEER,IMAD UD DEEN,AL BIDAYA WA NIHAYA,DAR ALHAJAR
MISAR

³⁷ سورة المائدة، آية 76

SURAH MAIDA :76

³⁸ سورة الحجر، 5

SURAH HAJAR :5

³⁹ ابن هشام، السیرة النبویة، ج 1، ص 24

IBN HASHAM ,AL SEERAH AL NABVIA